محمد یوسف لدھیانوی
مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ملتان

حیاتِ عیسٰی علیہ السلام

قسط ۲

"پیغامِ صلح" کے جواب میں

یأتی من بعدی کی بحث آپ نے سورۃ الصف کی آیت کریمہ ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد نقل کرکے یہ الجھن پیش فرمائی ہے کہ :۔

"من بعدی سے دو ہی معنے اخذ کئے جا سکتے ہیں" میری وفات کے بعد" یا" میرے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد"۔ کیونکہ جب آنحضرت صلعم تشریف لائے تو حضرت عیسٰی علیہ السلام سطح ارضی کے کسی کونے میں موجود نہ تھے، کچھ وقت کے لئے ہم یہ تسلیم کرلیتے ہیں کہ حضرت عیسٰیؑ بقول یوسف صاحب آسمان پر تشریف لے گئے ہیں، لیکن مشکل یہ پیش آتی ہے کہ جب وہ دوبارہ نازل ہوں گے تو یہ آیت قرآن مجید میں ویسی کی ویسی موجود ہوگی، اور مسلمانوں کے سامنے ہوگی، اور اس کے معانی بھی وہی ہوں گے جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ" میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے" یہی خوشخبری پہلے نزول کے وقت دی گئی، اور اب یہی دوسرے نزول کے وقت موجود ہے، اگر پہلے نزول والی پیشگوئی کو درست مانا جائے تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات لازم آتی ہے، اور اگر دوسرے نزول کے وقت بھی اسے صحیح سمجھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عیسٰیؑ کے پہلے نزول کے بعد احمد نام کے جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ نعوذ باللہ۔ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں تھا، اب دوسرے نزول کے بعد جو آئے گا وہ سچا ہوگا، اور یا اس عیسٰیؑ کا دعویٰ کرنے والے کو کاذب اور مفتری کہا جائے گا، کیونکہ احمد نام کے نبی آچکے اور چلے گئے۔ اس الجھن کا حل یوسف صاحب کیا پیش کرسکتے ہیں۔" (ص ۲،۳)

میں آپ کی اس طویل عبارت کا خلاصہ دو سطروں میں نقل کرسکتا تھا، مگر میں نے آپ کی عبارت کو قصداً پورا نقل کیا ہے تاکہ آپ "قطع وبرید" اور "تحریف" کا الزام اس ناتواں کے نحیف کندھوں پر نہ ڈال سکیں۔ رہی آپ کی الجھن؟ اس کا حل سب سے پہلے تو آپ کو جناب مرزا صاحب سے دریافت کرنا چاہیئے تھا کہ انہوں نے اپنی ایسی کتاب میں، جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل ہونے کی وجہ سے "قطبی" تھی، جس کے ایک ایک حرف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہرِ تصدیق ثبت تھی، اور جسے مصنف نے بالہامِ الٰہی تائید اسلام کے لئے لکھا تھا، ایسی عظیم الشان کتاب میں قرآن مجید کی آیت

کے حوالے سے ایسا عقیدہ کیوں درج کر دیا جس سے یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کا نعوذ باللہ نعوذ باللہ باطل ہونا لازم آتا ہے۔ یا حضرت عیسٰی علیہ السلام کا دروغ گو ہونا ـــــــ پھر یہی الجھن آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنی چاہیئے تھی کہ آپؐ نے کیوں ارشاد فرمایا کہ :۔

"نبی علاتی بھائی ہوتے ہیں ان کی مائیں مختلف ہوتی ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔ اور میں سب سے زیادہ قریب ہوں عیسٰیؑ بن مریم سے، کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ ضرور نازل ہونے والا ہے۔" الخ (النبوۃ فی الاسلام صـ۹۲ از مسٹر محمد علی صاحب لاہوری)

اور پھر آپؐ نے کیوں ارشاد فرمایا کہ :۔

الا ان عیسٰی بن مریم لیس بینی و بینہ	سن رکھو کہ میرے اور عیسٰی بن مریم کے درمیان
نبی ولا رسول، الا انہ خلیفتی فی امتی	نہ کوئی نبی ہوا نہ رسول۔ سن رکھو کہ وہ میرا خلیفہ ہو
من بعدی۔ (در منثور)	گا میری امت میں میرے بعد۔

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہیں تھا کہ عیسٰی بن مریم (علیہما السلام) کے نزولِ ثانی سے یا تو معاذ اللہ آپؐ کا دعوئے نبوت غلط ہو جائے گا، یا حضرت عیسٰی علیہ السلام کا دروغ گو ہونا لازم آئے گا۔

اور پھر یہی الجھن آپ کو تیرہ صدیوں کے مجددین سے دریافت کرنی چاہیئے تھی کہ وہ باوجود مامور من اللہ اور ملہم و محدث ہونے کے کیوں ایسا عقیدہ رکھتے آئے جس سے بقول آپ کے خدانخواستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت یا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی صداقت ہی باطل ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب! حضرت عیسٰی علیہ السلام کے رفع و نزول کا عقیدہ اگر غریب یوسف کی اختراع ہوتی تو اس کی جواب دہی بھی اس پر لازم تھی۔ مگر یہ عقیدہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور تیرہ صدیوں کے مجددین کا ہے۔ اس پر آپ کو کچھ اشکال ہے تو قیامت کے دن ان حضرات سے دریافت کر لیجئے گا۔

ہاں اگر آپ یہ کہیں کہ ہمیں نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تعلق ہے، نہ ہم صحابہؓ و تابعینؒ کو جانتے ہیں، ہم نہ ہم مجددینِ امت کو مانتے ہیں، اور نہ مرزا غلام احمد صاحب کی "قطبی" کو معتبر سمجھتے ہیں، تب البتہ اس اشکال کا حل واقعی یوسف کے ذمہ ہے۔ کیونکہ وہ آج کے سائنسی دور میں بھی ان تمام حضرات کی پیروی کو ضروری سمجھتا ہے، اور انہی کی پیروی میں یہ "غیر سائنسی" عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ ہیں ـــــ اور یہ سرسید اور اس کی اولاد کی نظر میں اتنا بڑا جرم ہے جو کبھی معاف نہیں کیا جانا چاہیئے۔

اگر آپ کا یہی موقف ہے تو لیجئے "الجھن کا حل" بھی پیشِ خدمت ہے۔ آپ نے اپنی عبارت میں "نزولِ اوّل" اور "نزولِ ثانی" کے لفظ استعمال فرمائے ہیں (پلٹ کر اپنی عبارت پھر پڑھ لیجئے) آپ من بعدی کا ترجمہ "میرے نزولِ اوّل کے بعد" کر لیجئے۔ اس کے بعد بتائیے کوئی اشکال باقی رہا؟

تحقیق اس کی یہ ہے کہ انبیاء کرام میں ترتیبِ زمانی نبوت کے اعتبار ہی سے قائم ہوتی ہے۔ یعنی جس کی بعثت

پہلے ہوئی وہ پہلا نبی ہے، اور جس کی بعثت بعد میں ہوئی وہ بعد کا نبی ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ جس کی بعثت بعد میں ہوئی ہو اس کا انتقال پہلے ہو جائے۔ چنانچہ سیدنا ہارون علیہ السلام کی بعثت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئی مگر انتقال پہلے ہوا، اب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس ارشاد گرامی کا کہ "میرے بعد آئے گا" یہ مطلب لیے جائے کہ اس رسول کی آمد کا نمبر میری بعثت کے بعد ہے، اور میری آمد اس امر کی علامت ہے کہ اب اس آخری رسول کی آمد آمد ہے جس کا اسم گرامی احمد ہوگا، تو آپ ہی فرمائیے کہ اس کے بعد آپ کو الجھن کیوں پیش آتی ہے۔

اور اگر "میرے بعد" سے مراد "میرے رفع کے بعد" لیا جائے تب بھی کوئی اشکال نہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد بالکل صحیح ثابت ہوا۔ قربِ قیامت میں جب وہ تشریف لائیں گے اس وقت وہ ساری دنیا کے سامنے اعلان کریں گے کہ دیکھو میں نے منادی کی تھی کہ میرے رفع آسمانی کے بعد ایک عظیم الشان رسول آئے گا جس کا اسم گرامی احمد ہوگا۔ دیکھو میری پیشگوئی کے عین مطابق وہ تشریف لائے اور مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں ان کا صحابی ہوں۔ کیونکہ میں نے ان ناسوتی آنکھوں سے شب معراج میں ان کی زیارت کی ہے۔ اور انہی کے ارشاد کے مطابق میں ان کی امت میں ان کا خلیفہ ہوں۔

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عیسٰے علیہ السلام کے بعد ہی تشریف لائے ہیں، خواہ "بعد" سے مراد بعد از بعثت لیا جائے، یا بعد از رفع ـــ دونوں میں کوئی اشکال نہیں ـــ اور آمد ثانی کے موقعہ پر یہ واقعہ مافیہ ثابت ہوگی، جیسا کہ آج تک ہی ہے۔

آگے چل کر آپ لکھتے ہیں:۔

"ہو سکتا ہے یوسف صاحب یہ کہیں کہ یہ آیت منسوخ تصور ہوگی"

میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسی جاہلانہ بات کہوں جس کا احتمال آنجناب نے تجویز کرکے اس پر کئی سطریں تحریر فرما دیں، میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ اخبار میں نسخ نہیں ہوتا، ورنہ خبر صادق کا کاذب ہونا لازم آتا ہے۔ البتہ مرزا صاحب کے حق میں اگر کہا جائے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو منسوخ سمجھتے ہیں تو بے جا نہیں ہوگا، کیونکہ مرزا صاحب کے نزدیک وہ اس پیشگوئی کا خود مصداق ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"اور اس آنے والے (مرزا صاحب) کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسٰے اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں، اسی کی طرف یہ اشارہ ہے:۔ ومبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں، یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد، جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے، بھیجا گیا۔" (ازالہ ص ۶۷۳۔ طبع اول)

مرزا صاحب اس عبارت میں صاف دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ " یأتی من بعدی اسمہ احمد" کی پیشگوئی کے مطابق بھیجے گئے ہیں۔" کیا مرزا صاحب کے اس دعویٰ کا صاف مطلب یہ نہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد احمد نام کے جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں تھا۔ اور یا اس عیسٰی کا دعویٰ کرنے والے (مرزا غلام احمد) کو کاذب اور مفتری کہا جائے گا۔ کیونکہ احمد نام کے نبی آ چکے اور چلے گئے۔ اس الجھن کا حل ڈاکٹر صاحب کیا پیش کر سکتے ہیں"؟۔

خطاب یا حکایت خطاب؟ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

"(۲) اس کے بعد ہم ان کی (راقم الحروف کی) خدمت میں سورۂ آل عمران کی آیت ۵۵ پیش کرتے ہیں جس میں اللہ تعالٰے نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا۔۔۔۔۔ یہ آیت نزولِ ثانی کے وقت بھی قرآنِ کریم میں موجود ہوگی، اللہ تعالٰے پھر انہی الفاظ میں حضرت مسیحؑ سے مخاطب ہوگا۔۔۔۔۔۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہلا رفع تو نزولِ ثانی کے لئے ہوا، اب اس کے بعد دوسری بار آسمان پر اٹھائے جانے کا کیا مقصد ہوگا۔۔۔۔" (ص۴)

ڈاکٹر صاحب! آپ بھولتے ہیں۔ آیت اذ قال اللہ یٰعیسٰی انی متوفیک میں اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسٰیؑ کو مخاطب نہیں فرمایا، بلکہ نزولِ آیت سے چھ سو سال پہلے جو خطاب ان سے فرمایا تھا بطور حکایت اس کو نقل کیا ہے۔ یہ خطاب اس وقت ہوا تھا جب یہود بے بہبود آپ کے خلاف سازشیں کر رہے تھے، ان کی سازش کو ناکام بنانے کے لئے خدا تعالےٰ نے جو "خفیہ منصوبہ" تیار کر رکھا تھا اس کی اطلاع اس خطاب میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دی گئی تھی، کہ اے عیسٰی! آپؑ ان کی ریشہ دوانیوں سے مشوش نہ ہوں، میں آپ کو ان کے درمیان میں سے وصول کر کے آسمان پر اٹھالوں گا اور ان کافروں کے ناپاک ہاتھوں کی رسائی سے آپؑ کو پاک رکھوں گا۔ الخ

ظاہر ہے کہ نزول کے بعد نہ یہود ہوں گے، نہ ان کا مکر ہوگا، نہ اس سے بچانے کے لئے خدا تعالےٰ کے فوق العادۃ خفیہ منصوبے (رفع آسمانی) کی ضرورت ہوگی، نہ خطاب ہی دوبارہ ہوگا۔ ہاں! خطابِ اول کی حکایت ہمیشہ باقی رہے گی۔ ـــــــ ڈاکٹر صاحب! کیا یہی قرآن فہمی ہے جس کے برتنے پر عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت کی شور مچایا جاتا ہے؟ ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

علیہ السلام آپ فرماتے ہیں:-

"خدا کا خوف کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اولوالعزم نبی کے دستِ مبارک پر تو یہ نہ ہو کہ اسلام کے تمام مذاہب ختم ہو جائیں، لیکن حضرت عیسٰے علیہ السلام کے ہاتھ پر یہ ہو جائے گا۔ اس طرح آپ کس کو فضیلت دے رہے ہیں، حضرت عیسٰے علیہ السلام کو یا آں حضرت کو؟" (ص۴)

ڈاکٹر صاحب! آپ خوفِ خدا کی تلقین سب سے پہلے تو مرزا غلام احمد کو کیجئے کہ انھوں نے اپنی "روفعلی" ہیں کیوں تحریر فرمایا کہ "جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا" (براہینِ احمدیہ صفحہ ۴۹۹)

اور مرزا صاحب سے فارغ ہو کر اگر آپ میں مزید ہمت ہو تو پھر خوفِ خدا کی تلقین آنحضرت صلی اللہ علیہ و کو بھی فرمایئے کہ آپؐ نے کیوں ارشاد فرمایا کہ ویہلک الملل کلہا الا الاسلام۔ یہ اسی حدیث کا فقرہ ہے مسٹر محمد علی صاحب لاہوری نے "النبوۃ فی الاسلام" کے صفحہ ۹۲ پر نقل فرمائی ہے، اور اس کا ترجمہ وہی ہے جس پر آپ مجھے خوفِ خدا کی تلقین کر رہے ہیں۔

کون سچا؟ اسی سلسلہ میں آپ نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ:۔

"کون سچا ہے، خدا یا آپ؟" "ہم کس کی گواہی مانیں، آپ کی یا اللہ کی؟"

میں وضاحت کر چکا ہوں کہ ہمارا عقیدہ تو فرمودہ خدا و رسولؐ کے تابع ہے۔ اب یہ آپ ہی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریمؐ سچے ہیں یا مرزا غلام احمد؟ اور ہم کس کی گواہی مانیں، خدا و رسولؐ اور مجددینِ امت کی، یا مرزا صاحب کے الہام اور فہم کی؟

یاد رکھئے! اسی سلسلہ میں آپ نے یہ غلام احمدانہ پیش گوئی بھی فرمائی ہے کہ:۔

"یاد رکھئے یہ غلبہ آنحضرتؐ کے ہی ہاتھوں آپ کے ایک غلام، اُمتی اور کامل متبع کے ذریعہ مقدسہ سے جسے آپ نے خود مسیح کا نام دیا ہے، آپ کی نسلیں انتظار کرتے کرتے گزر جائیں گی مگر وہ اسرائیلی نبی کبھی نہیں آئے گا۔" (ص ۷)

آپ مطمئن رہیں اگر بیسیوں نسلیں بھی گزر جائیں تب بھی قیامت سے پہلے وہ مسیح ضرور آئے گا جس کا وعدہ خدا و رسولؐ نے فرمایا ہے، یہ خدا اور رسولؐ کی پیشگوئی ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتی۔ مرزا صاحب کی محمدی بیگم والی "الہامی پیشگوئی" نہیں کہ تھک ہار کر مرزا صاحب کو اس کے منسوخ ہونے کا اعلان کرنا پڑے۔ ہاں آپ کی پیشگوئی (جو دراصل مرزا صاحب کی پیشگوئی ہے) کے مقابلہ میں بحول اللہ و قوتہ میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ "آپ کی نسلیں انتظار کرتے کرتے گذر جائیں گی مگر مرزا صاحب کی جماعت کو انشاء اللہ کبھی غلبہ نہ ہوگا، بلکہ جس طرح وہ ایک صدی سے ناکام و نامراد چلے آتے ہیں آئندہ صدیوں میں انشاء اللہ اس سے بڑھ کر ناکام ہوں گے۔"

ڈاکٹر صاحب! ایک اور عقدہ بھی حل فرمایئے! اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیں کہ "عیسیٰ بن مریم کے نزول کے زمانہ میں تمام مذاہب مٹ جائیں گے صرف اسلام باقی رہے گا" تو اس پر تو آنجناب خوفِ خدا کی تلقین فرماتے ہیں کہ "اس طرح آپ کس کو فضیلت دے رہے ہیں حضرت عیسیٰؑ کو یا آنحضرتؐ کو" فـــــــ لیکن یہی غلبۂ اسلام جب آپ لوگ جناب مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں اس وقت آپ کو خدا کا خوف نہیں آتا کہ اس طرح آپ مرزا غلام احمد کو فضیلت دے رہے ہیں یا آنحضرتؐ کو؟

ڈاکٹر صاحب! کیا یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے یہودیانہ بغض نہیں کہ جو منقبت مرزا کے لئے جائز، وہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے حق میں ناقابلِ برداشت! عیسٰی علیہ السلام اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب، خلیفہ، امتی، تبع بن جائیں (یا قرآن و حدیث ان کی اس حیثیت کو بیان کریں) تو امتِ مرزائیہ پر قیامت ٹوٹ جاتی ہے، لیکن اگر مرزا صاحب اتباعِ رسول کی سیڑھی سے نبوت تک بھی پہنچ جائیں تو مرزائی امت کی باچھیں کھل جاتی ہیں، عیسٰی علیہ السلام تشریف لاکر اپنی تمام قوم کو اسلام کا حلقہ بگوش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بنا دیں تو آپ کو توہینِ رسول نظر آتی ہے، اور مرزا صاحب آتھم کو بھی راہِ راست پر لانے میں ناکام رہیں تب بھی آپ کے خیال میں "اسلام کو غلبہ" نصیب ہو جاتا ہے ــــ مرزا صاحب آپ کے مجدد سہی، مگر عیسٰے علیہ السلام سے اتنا بغض آپ لوگوں کو کیوں ہے؟ عیسٰے علیہ السلام نے آخر آپ لوگوں کا کیا بگاڑا ہے؟ ان کا "جرم" اس کے سوا کیا ہے کہ وہ عہدِ خداوندی کے ماتحت ابھی زندہ ہیں، اور اپنے مقررہ وقت تک زندہ رہیں گے اور جب تک وہ زندہ ہیں بد قسمتی سے مرزا صاحب کی مسیحیت کا سکہ نہیں چل سکتا۔

قد خلت کی بحث آپ نے قرآن کریم کی دو آیتوں (ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (المائدہ) اور (ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل - آل عمران) کا ترجمہ کرنے کے بعد لکھا ہے:-

"اس آیت میں "قد خلت" کی تفسیر قرآن کریم نے "افائن مات او قتل" سے کر دی ہے۔ اب عقل یہی کہتی ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ سے پہلے رسول قد خلت کے مطابق مر چکے ہیں تو انہی الفاظ کے مطابق آنحضرت صلعم سے پہلے تمام رسول مر چکے ہیں، اور حضرت عیسیٰؑ ان میں شامل ہیں، اور یہ کوئی اصول نہیں کہ الفاظ کے معنی ایک جگہ تو مرنے کے کئے جائیں اور دوسری جگہ اپنا مطلب حل کرنے کے لئے اپنی مرضی کے مطابق آسمان پر اٹھایا جانا کئے جائیں۔" (صفحہ ۴)

عقل تو جو کچھ کہتی ہے وہ ابھی عرض کرتا ہوں، پہلے یہ تو فرمایئے کہ آپ نے قد خلت من قبلہ الرسل کا ترجمہ پہلی جگہ تو یہ کیا کہ "اس سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں" اور دوسری جگہ اسی فقرہ کا ترجمہ یہ کیا کہ "اس سے پہلے سب رسول گزر چکے ہیں" آخر یہ کیا اصول ہے کہ ایک ہی فقرے کا ترجمہ اپنا مطلب حل کرنے کے لئے کبھی کچھ کیا جائے اور کبھی کچھ اور کر لیا جائے؟

اوپر عرض کر چکا ہوں کہ مرزا صاحب مجدد، ملہم اور مامور من اللہ ہونے کے باوجود براہینِ احمدیہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی خوشخبری دے رہے تھے۔ کیا اس وقت یہ دونوں آیتیں قرآن مجید میں موجود نہیں تھیں؟ یا مرزا صاحب کو "علمِ لدنی" اس وقت تک حاصل نہیں ہوا تھا؟ اور ان پر مغزِ شریعت نہیں کھلا تھا؟ اور پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہود سے یہ فرما رہے تھے کہ "عیسٰے علیہ السلام مرے نہیں، اور وہ دوبارہ تشریف لائیں گے" (تفسیر ابن کثیر) کیا آپؐ کو بھی یہ خبر نہیں تھی کہ یہ دونوں آیتیں "سب رسولوں کی موت" کو ثابت کرتی ہیں۔

اور پھر جب عیسیٰ علیہ السلام انبیاء کرام کی مجلس میں یہ فرما رہے تھے کہ " اللہ تعالیٰ کا مجھ سے عہد ہے کہ قربِ قیامت میں دجال نکلے گا تو میں نازل ہو کر اسے قتل کروں گا" (ابن ماجہ ص ۲۹۹) کیا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خبر نہ تھی کہ میں تو قد خلت کے مطابق مرچکا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ عہد کر رہے تھے کیا اس وقت قد خلت کی یہ تفسیر اسے بھی معلوم نہ تھی؟

ڈاکٹر صاحب! کیا عقل یہی کہتی ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت یا لفظ کے ایسے معنی کئے جائیں جن کی نہ خدا کو خبر ہو، نہ جبریل کو، نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو، نہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو، اور نہ آپ کے مجدد صد چہار دہم کو؟ یعنی اقبال مرحوم کے الفاظ میں ؎

دے تاویل شاں در حیرت انداخت
خدا و جبریلؑ و مصطفےٰؐ را

ڈاکٹر صاحب! قَدْ خَلَتْ کے معنی مرنے کے نہیں، ہو گزرنے کے ہیں۔ چنانچہ آنجناب نے بھی اس کا ترجمہ " گذر چکے ہیں" ہی کیا ہے۔ اور زمین سے گذر جانا جس طرح موت کی صورت میں صادق آتا ہے، اسی طرح رفع آسمانی کی صورت میں بھی صادق آتا ہے، جب قرآنِ کریم، حدیثِ نبوی، اور تیرہ صدیوں کے تمام ائمہ ہدیٰ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی کے قائل ہیں تو ان کے حق میں قَدْ خَلَتْ کی وہ عجیب و غریب تفسیر کرنا، جو مرزا صاحب اور مرزائی صاحبان کی اختراع ہے، عقل و دانش نہیں، بلکہ تحریف و الحاد ہے۔

ڈاکٹر صاحب! سورۃ المائدہ کی آیت ۷۵ ما المسیح بن مریم الا رسول، قد خلت من قبلہ الرسل کو آپ مرزا غلام احمد کی پیروی میں موت مسیح کی دلیل ٹھہراتے ہیں، حالانکہ بشرط عقل و انصاف یہ موتِ مسیح کی نہیں بلکہ حیاتِ مسیح کی دلیل ہے، کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ آیت عیسائیوں کے عقیدہ الوہیتِ مسیح کی تردید کے لئے نازل ہوئی ہے، جیسا کہ سیاق و سباق سے واضح ہے، قرآنِ کریم کا مدعیٰ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف رسول ہیں، خدا نہیں، اور ان کی رسالت و نبوت بھی کوئی انوکھی چیز نہیں، بلکہ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں، جن خوارق اور معجزات کی بناء پر عیسائیت انہیں خدا تصور کرتی ہے، ایسے معجزات اور خرق عادات امور انبیاء گذشتہ کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اس کے باوجود انبیاء گذشتہ کے بارے میں کسی کو الوہیت کا وہم نہیں ہو سکتا، حتیٰ کہ خود عیسائی بھی ان معجزات کے باوجود انہیں رسول ہی سمجھتے ہیں، خدا نہیں مانتے۔ پھر مسیح کی کیا خصوصیت ہے کہ انہیں خوارق و معجزات کی بناء پر "خدا" تصور کیا جائے۔

یہ ہے قرآن کریم کا استدلال جس سے عیسائیوں کے دعویٰ الوہیتِ مسیح کو باطل کیا گیا ہے، اب اگر ڈاکٹر صاحب کے بقول قد خلت من قبلہ الرسل کے معنیٰ یہ لئے جائیں کہ " اس سے پہلے سب رسول مر چکے" تو یہ متعدد وجوہ سے باطل ہے۔

اوّل:۔ اگر نزولِ آیت کے وقت مسیح علیہ السلام زندہ نہیں تھے تو قرآنِ کریم ان کی الوہیت کے ابطال کیلئے

ایک سیدھی سی بات کہتا کہ "مسیح مر چکا ہے"۔ مرزا غلام احمد صاحب کے نزدیک موت مسیح کسرِ صلیب کا آسمانی حربہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ "آسمانی حربہ" قرآنِ کریم نے کیوں استعمال نہ کیا، جبکہ اس موقعہ پر قرآنِ کریم کا مقصد ہی الوہیتِ مسیح کا ابطال تھا۔

ڈاکٹر صاحب کو شاید علم ہوگا کہ نجران کے عیسائیوں کا وفد جب بارگاہِ نبویؐ میں حاضر ہوا، اور الوہیتِ مسیح پر گفتگو ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الا تعلمون ان ربنا حیّ لا یموت وان عیسیٰ یأتی علیہ الفناء (درّ منثور) — کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے کبھی نہ مرے گا، اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی۔

آپ دیکھتے ہیں کہ اس مباحثہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مرزا صاحب کا خود ساختہ آسمانی حربہ استعمال نہیں فرماتے، اور عیسائیوں کو یہ کہہ کر ملزم نہیں کرتے کہ "عیسٰے مر چکا ہے"؛ بلکہ اس کی بجائے یہ فرماتے ہیں کہ زمانۂ مستقبل میں ان کو موت آئے گی۔ پس قرآنِ کریم کا الوہیتِ مسیح کے ابطال کے لئے پہلے رسولوں کی نظیر پیش کرنا اور خود موتِ مسیح کی تصریح نہ کرنا، ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ مستقبل میں مسیح پر موت آنے کو ذکر کرنا اور یہ نہ فرمانا کہ زمانۂ ماضی میں مسیح مر چکا ہے، اس امر کی صاف دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مسیح علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں۔

دوم:۔ قد خلت من قبلہ الرسل کا ترجمہ یہ کیا جائے کہ "اس سے پہلے سب رسول مر چکے ہیں" تو اس سے لازم آئے گا کہ حضرت مسیح اور آنحضرت (صلی اللہ علیہما السلام) رسول نہیں، کیونکہ "سب رسول" تو مسیح سے پہلے مر چکے۔

سوم:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصالِ نبویؐ کے موقع پر فرمایا تھا کہ "انہ سیرجع کما یرجع عیسیٰ ؑ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح واپس آئیں گے جیسا کہ عیسٰے واپس آئے گا") (خطبۂ الہامیہ مصنفہ مرزا غلام احمد ص ۱۴۹) اور وہ آسمان کی طرف ایسا ہی زندہ اٹھائے گئے ہیں جیسے کہ عیسٰے بن مریم اٹھایا گیا"۔ (تحفہ گولڑویہ ص۔) اور سب جانتے ہیں کہ مشبہ بہ ہمیشہ مسلّم اور مشہور ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا اور واپس آنا تمام صحابہ کو مسلّم تھا اور ان میں مشہور تھا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ صحابہؓ کو یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے معلوم ہوئی ہوگی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں صحابہ کرامؓ کے پاس آپؐ کی ذاتِ گرامی کے سوا اور کوئی ذریعۂ علم نہیں تھا، پس حیاتِ عیسٰے علیہ السلام کا مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ کا اجماعی تھا۔ اور "سب رسول مر چکے"، کے عقیدے سے لازم آتا ہے کہ یہ سب حضرات باطل پر متفق تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

چہارم:۔ حضرت عمرؓ علی الاعلان حضرت عیسٰے علیہ السلام کی واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کو قیاس کرتے ہیں، لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا تو برسرِ منبر اعلان کرتے ہیں فان محمداً قد مات، مگر عیسٰے علیہ السلام کی وفات کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں فرماتے، اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اعلان، دربارۂ رجوع عیسٰے ؑ

غلط ہوتا تھا اس کی برملا تردید کی جاتی۔

اس سے واضح ہوا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی واپسی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی مسلم تھی۔ پس سب سے پہلا اجماع اس پر منعقد ہوا کہ عیسٰی علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ دوبارہ تشریف لائیں گے۔

اس تحقیق کے بعد اگر یہ کہا جائے تو بالکل بجا ہو گا کہ حیاتِ عیسٰے علیہ السلام کے مسئلہ میں مرزا صاحب کو خدا تعالٰی سے بھی اختلاف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی، صحابہ کرامؓ سے بھی، اور تیرہ سو سالہ محدثین، مجددین اور ائمہ ہدیٰ سے بھی۔ اب ڈاکٹر صاحب اور ان کی جماعت کو اختیار ہے کہ وہ ان سب کو چھوڑ کر مرزا صاحب کی سخن سازیوں پر ایمان لائیں۔ یا مرزا صاحب کی من مانی تاویلات پر دو حرف بھیج کر صراطِ مستقیم کو اپنائیں۔ ہمارے اختیار میں جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ ان کے سامنے صراطِ مستقیم کی وضاحت کر دیں، اور ان کے شبہات کا ازالہ کر دیں، ہدایت دینا خدا تعالٰے کے قبضہ میں ہے اور جب تک کوئی شخص ہدایت کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو تب تک اسے ہدایت میسر نہیں آتی۔

ڈاکٹر صاحب نے جناب مرزا غلام احمد صاحب کی تقلید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، مجددینِ اُمت اور اُمتِ مسلمہ کو عقیدۂ حیاتِ مسیحؑ کے جرم میں "مشرک" کا خطاب بھی دیا ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"اگر آپ کے عقیدہ کے مطابق وہ (حضرت عیسٰی علیہ السلام) حوائجِ بشریہ سے بے نیاز اور اللہ تعالٰے کے ارشاد کے برعکس آج دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ موجود ہیں تو آپ مسیح علیہ السلام میں خدائی صفات کے قائل ہیں، اور یہ شرک ہے، اور اس حقیقت کے انکشاف کے بعد بھی اگر آپ ان کو زندہ تسلیم کرتے ہیں تو آپ "مشرک" ہیں۔ (ص۵)

لاہوری مرزائی کہا کرتے ہیں کہ ہم کلمہ گو مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ دعویٰ غلط ہے چنانچہ ڈاکٹر صاحب حیاتِ عیسٰےؑ کے قائلین کو بلا تکلف "مشرک" کہتے ہیں۔ کیا ڈاکٹر صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ مشرک اور کافر کے درمیان کیا فرق ہے؟ اور یہ کہ "مشرک" بھی کافر ہی ہوتا ہے یا وہ پکا مسلمان ہوتا ہے؟

جو شخص کسی زمانے میں مرنے والا ہو اس کی زندگی کے وقفہ کو۔۔ خواہ وہ مختصر ہو یا طویل۔۔ خدائی کی دلیل ٹھہرانا یا تو قدیم عیسائیوں کا کام ہے یا مرزا غلام احمد کو "مسیح" ماننے والے جدید مسیحیوں کا۔ ورنہ دنیا کا کوئی عاقل کسی فانی کے بقیدِ حیات ہونے کو اس کی خدائی کی دلیل نہیں ٹھہرا سکتا۔

جناب ڈاکٹر صاحب! اگر کسی کی طویل زندگی ہی اس کی خدائی کی دلیل ہے تو غالباً آنجناب فرشتوں کو تو مسیحؑ سے بھی بڑا خدا سمجھتے ہوں گے۔ کیونکہ ان کی زندگی کا وقفہ تو مسیح علیہ السلام سے بہت ہی طویل ہے، وہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے موجود تھے، اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ اور پھر آنجناب معلم ملکوت (ابلیس) کو شاید ان سے بھی بڑا خدا سمجھیں گے کیونکہ اس کی حیات کا وقفہ مہلت تو وقتِ یوم معلوم تک نصِ قرآن سے ثابت ہے، اور شیطان، جناب مرزا صاحب کے زمانہ میں بھی زندہ تھا، چنانچہ مرزا صاحب نے فرمایا کہ:۔

"اصل میں ہمارا وجود دو باتوں کے لئے ہے، ایک تو نبی کو مارنے کے لئے، دوسرا شیطان کو مارنے کے لئے" (ملفوظات مرزا غلام احمد ج ۱۰ صفحہ ۶ مطبوعہ ربوہ)

معلوم نہیں کہ آجکل بھی شیطان زندہ ہے یا مرزا صاحب اس کو مار چکے ہیں۔ بہر حال اگر ڈاکٹر صاحب کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دو ہزار سال سے زندہ ہونا ان کی خدائی کی دلیل ہے اور اس وجہ سے امت مسلمہ ان کے نزدیک مشرک ہے تو انہیں مبارک باد دیتا ہوں کہ یہ "مقدس شرک" ان کا خانہ زاد ہے۔

ڈاکٹر صاحب! آپ کا قصور نہیں، مرزا غلام احمد کو "مسیح" اور "مہدی" ماننے کا کرشمہ ہے کہ آدمی عقل و فہم کی اس سطح پر آجاتے، جس شخصیت کے بارے میں ہم اعلان کرتے ہیں کہ ثم یموت و یدفن (پھر وہ مرے گا اور دفن ہوگا) اس کے بارے میں ہمیں آپ یہ طعنہ دیتے ہیں کہ تم مشرک ہو تم اس میں خدائی صفات مانتے ہو۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

ڈاکٹر صاحب! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول میں ایک سلیم العقل مومن کے لئے ذرا بھی اشکال نہیں، نہ سرسید اور مرزا غلام احمد سے پہلے کسی کو اشکال پیش آیا، ہاں جب دل سے خدا اور رسولؐ کی عظمت ہی رخصت ہو جائے تو صاف اور سیدھی بات میں بھی احتمالات و اشکالات پیدا کر لینا مشکل نہیں، خدا تعالیٰ زیغ و ضلال سے بچائے اور سلف صالحین کے راستہ پر چلائے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

مضمون ختم کر چکا تھا خیال آیا کہ ڈاکٹر صاحب سے بے انصافی ہوگی اگر ان کے اُس شعر سے تعرض نہ کیا جائے جو ان کے مضمون کا زیب عنوان ہے، یعنی

"غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمین میں شاہ جہاں ہمارا"

واقعی بڑی غیرت کی بات ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے شاہجہان جناب مرزا غلام احمد صاحب، جن کے بارے میں لولاک لما خلقت الافلاک ۔ کی وحی قادیان شریف میں نازل ہوئی، وہ تو زیر زمین مدفون ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، جن کو مارنے کے لئے مرزا صاحب نے ساری عمر کھپا دی، وہ آسمان پر زندہ ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پھر ایک اولوالعزم رسول تھے، ان کی زندگی سے بڑھ کر غیرت کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب زیر زمین مدفونِ قادیاں ہیں اور ڈاکٹر صاحب اور ان کی جماعت کے لوگ زمین پر زندہ پھرتے اور ہوائی جہاز میں کئی ہزار فٹ کی بلندی پر اڑتے پھرتے ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب تو خیر پھر انسان ہیں، اس سے بڑھ کر غیرت کی بات یہ ہے کہ چیل کوے تو فضاؤں کو چیرتے ہیں اور مرزا صاحب "مالکِ لولاک" زیر زمین مدفون ہیں۔ اس سے بڑھ کر غیرت کی بات یہ ہے کہ شیطان، خنزیر اور کتے تو زمین کو پامال کر رہے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کے شاہ جہان صاحب زیر زمین ہیں۔

بلاشبہ یہ سب باتیں غیرت انگیز ہیں، اور ڈاکٹر صاحب اس سلسلہ میں ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں، لیکن

ہمیں ان سے شکایت یہ ہے کہ ان کی غیرت صرف عیسٰے علیہ السلام کا نام سن کر کیوں بیدار ہو جاتی ہے، اور باقی ساری دنیا کے زمین پر یا آسمان پر زندہ ہونے سے ان کی غیرت کو کیوں انگیخت نہیں ہوتی۔

مرزا غلام احمد کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آسمان پر زندہ ہیں اور اس پر ایمان لانا واجب ہے چنانچہ لکھتے ہیں:-

"یہ وہی موسیٰ مردِ خدا ہے، جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے، اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مُردوں میں سے نہیں"

(نور الحق ج ۱ ص۵۱)

لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کا سن کر ڈاکٹر صاحب کی غیرت کو کوئی جنبش نہیں ہوتی۔ اور جونہی عیسٰی علیہ السلام کا نام آتا ہے ڈاکٹر صاحب کی غیرت پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام، ان کے مسیح موعود کے رقیب ہیں، اور رقابت کے معاملہ میں احساسات یہاں تک نازک ہو اکرتے ہیں کہ:-

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی　　سے
گو مشتِ خاکِ ماہم بر باد رفتہ باشد

اور

عشق است و ہزار بد گمانی
با سایہ ترا نمی پسندم

اس لئے اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پرچھائیں بھی کہیں پڑجاتی ہیں تو ڈاکٹر صاحب کو ہزار ہزار بد گمانیاں لاحق ہو جاتی ہیں، کہ کہیں لیلائے مسیحیت محلۂ قادیاں سے رخصت نہ ہو جائے۔

معزز قارئین سے کئی ماہ سے پرچہ کی اشاعت میں بوجوہ تاخیر ہو رہی ہے تاہم ہماری سعی ہوتی ہے کہ درمیانی وقفہ ایک ماہ سے زیادہ نہ ہو مہینوں کے لحاظ سے قارئین کو کچھ بے ترتیبی محسوس ہو رہی ہے مگر ہماری گذارش ہے کہ پرچہ کی ترتیب مہینوں سے نہیں رسالہ پر لکھے ہوئے نمبر شمار سے لگایا کریں بعض دفعہ رسالہ پر مہینے کا نام دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ مجھے ہی تاخیر سے بھیجا گیا حالانکہ پرچہ آتے ہی بیک وقت ایک ہی دن میں سپرد ڈاک کیا جاتا ہے۔ یہ پرچہ صفحات بڑھا کر شائع کیا جا رہا ہے کہ انتظار کی تلافی ہو سکے۔ بہت سے قارئین نہ خریداری نمبر لکھتے ہیں نہ منی آرڈر کوپن پر وضاحت سے کچھ لکھتے ہیں آئندہ ایسے حضرات سے الحق اپنا تعلق برقرار رکھنے سے معذور ہوگا۔　(ادارہ)